نعلینِ مصطفیٰ ﷺ

کے فضائل و برکات

تصنیف لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصْطَفٰی، أَمَّا بَعْدُ، فَأَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَ اُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ اللّٰہَ" (المؤمن: 44)

ترجمہ: اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے

مصائب و مشکلات : دورِ حاضرہ میں آئے دن مصائب و مشکلات میں ہم پھنسے جارہے ہیں، مادہ پرست (دنیا کے خالص ظاہری اسباب پر یقین رکھنے والے) تو اس کا حل مادی طاقت کو سمجھتے ہیں، حالاں کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ کاش! ہمارے مسلمان بھائی قرآنِ پاک کا مطالعہ فرمائیں تو ان کی آنکھیں کھل جائیں کہ مصائب و مشکلات کا حل صرف اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر معروضات (عاجزانہ عرضداشتیں، دعائیں) پیش کرنے میں ہے۔ چنانچہ آیتِ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے خود اس کی دعوتِ عام کا اعلان فرمایا ہے، لیکن ہم ہیں کہ غور نہیں کرتے۔ بے شک اسبابِ ظاہرہ (ظاہری اسباب و وسائل) ہمارے دکھوں کا مداوا (علاج) ہیں لیکن وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے مربوط (وابستہ و منسلک) ہیں۔ چنانچہ امام زرقانی رحمہُ اللہ نے "شرحِ مواہب شریف" میں لکھا ہے کہ ہر دوا اپنا اثر نہیں ظاہر کرتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو۔[1]

اِس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے دروازہ کے سوا ہمارا کوئی چارہ (سہارا و ذریعہ) نہیں۔ اسی لئے ہمیں چاہیے کہ ہم جس طرح مادی طاقتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اُسی طرح ذرا روحانی طاقتوں (اللہ پر ایمان، دعا، ذکر و توکل) کو بھی آزمائیں۔

روحانی علاج: دورِ حاضرہ سے بہت بڑے دانالوگوں نے اپنے دکھ اور درد کے وقت نعلینِ پاک کو وسیلہ بنا کر جو مانگا سو پایا۔ اس نشست میں فقیر چند ایک فوائد عرض کئے دیتا ہے آپ بھی صِدقِ دل اور خُلوصِ قلب سے آزما کر دیکھئے۔

فضائل و فوائد: حضور سرورِ عالم ﷺ کی نعل پاک کے بے شمار فوائد و فضائل و خواص ہیں جن کا شمار ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے، چند ایک یہ ہیں:۔

حکایت: علامہ محدّث حافظ تلِسانی کتاب "فتحُ المتعال" میں فرماتے ہیں کہ اس نقشۂ مبارک کے منافع (فائدے) ایسے ظاہر و باہر (واضح و نمایاں) ہیں کہ بیان کرنے کی حاجت ہی نہیں۔ مِن جُملہ ان کے ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے ایک طالبِ علم کے لیے یہ نقشہ بنوایا، وہ ایک روز میرے ہاں آکر کہنے لگا کہ میں نے گزشتہ شب اس کی عجیب برکت دیکھی، کہ میری بی بی کو اتفاقاً ایسا سخت درد ہوا کہ قریب بہ ہلاکت (مرنے کے قریب) ہوگئی۔ میں نے یہ نقشۂ شریف درد کی جگہ رکھ کر عرض کیا (دعا کی) کہ: "یا الٰہی! مجھ کو صاحبِ نعلِ شریف (نعلِ مبارک والے یعنی حضور ﷺ) کی برکت دکھلایئے۔" اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شِفاء (فوری صحت یابی) عنایت فرمائی۔[2]

---

[1]) (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية،المقصد الثامن: في طبه صلى الله عليه وسلم لذوي الأمراض والعاهات وتعبيره الرؤيا وإنبائه بالأنباء المغيبات، الفصل الأول: في طبه صلى الله عليه وسلم لذوي الأمراض والعاهات، 9/ 377، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1417هـ - 1996م)

[2])قال تلميذة الشيخ إبى جَعْفَرَ رَحِمَهُ اللّٰہُ تَعَالَى أَصَابَ زوجتى وَجع شَدِيدٌ كَادَ يَهْلِكُهَا فَجَعَلْتُ مِثَالَ النَّعلِ عَلَى مَوْضِعِ الْوَجْعِ وَقُلْتُ اللهم ارني بَرَكَةَ صَاحِبِ هَذَا النَّعْلِ فَشَفَاهَا لِلْحِينَ (جواهر البحار في فضائل النبي المختار،ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ، ومن جواهره رحمه الله تعالى ،[فتح المتعال]، 3/ 199، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

فوائد: قاسم بن محمد کا قول ہے کہ اس نقشہ (نعلِ مبارک کے نقش) کی آزمائی ہوئی برکت (تجربہ شدہ اثر) یہ ہے کہ جو شخص اس کو تبرّکاً (باعقیدہ برکت کے لیے) اپنے پاس رکھے، وہ ظالموں کے ظلم، دشمنوں کے غلبہ، شیطانِ سرکش، حاسِد کی نظرِ بد (جلنے والے کی بد نظر) سے امن وامان (حفاظت) میں رہے۔ اور اگر حاملہ عورت (جو بچہ جننے والی ہو) دردِزہ (بچہ جننے کے وقت کے درد) کی شدّت کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے تو یہ فضلِ خدا تعالیٰ اُس کی مشکل آسان (پریشانی ختم) ہو۔ [3]

حکایت: شیخ ابن حبیب روایت فرماتے ہیں کہ ان کے ایک دُمل (پھنسی / پھوڑا) نکلا، جو کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا، نہایت سخت درد ہوا، کسی طبیب (حکیم / ڈاکٹر) کی سمجھ میں اُس کی دوا نہ آئی۔ اُنھوں نے نقش شریف (نعلِ مبارک کا نقش) درد کی جگہ پر رکھ لیا، معاً (فوراً) ایسا سکون ہوگیا کہ گویا کبھی درد ہی نہ تھا۔

حکایت: ایک اثر (واقعہ / تجربہ) خود میرا (یعنی صاحبِ فتح المتعال کا) مشاہدہ کیا ہوا ہے، کہ ایک بار سفر دریائے مشور (مشور نامی دریا کا سفر) کا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ ایسی حالت ہوئی کہ سب ہلاکت کے قریب ہوگئے، کسی کو بچنے کی امید نہ تھی۔ میں نے یہ نقشہ ناخُدا (کشتی بان / ملاح) کو دیا اور اسے کہا کہ اس سے توسّل کرے۔ اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے عافیت (سلامتی) عطا فرمائی۔ [4]

فوائد: محمد بن الجزری رحمہُ اللہ سے منقول ہے کہ جو شخص اس نقشِ شریف کو اپنے پاس رکھے: خلائق (تمام مخلوق / لوگوں) میں مقبول (محبوب ومحترم) رہے، اور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف (خواب میں دیدار کا شرف) ہو۔ یہ نقشِ شریف جس لشکر (فوج) میں ہو، اُس کو شکست نہ ہوگی، اور جس قافلے میں ہو، لوٹ مار سے محفوظ رہے۔ جس اسباب (سامان) میں ہو، چوروں کا اس پر قابو نہ چلے، جس کشتی میں ہو، غرق (ڈوبنے) سے بچے۔ اور جس حاجت (ضرورت / طلب) میں اس سے توسّل کریں، وہ پوری ہو۔ [5]

فائدہ جلیلہ: بعض بزرگوں کا فرمان ہے کہ جو شخص نعل پاک کا نقش اپنے پاس رکھے اپنی ہر دلی مراد پر کامیاب رہے گا اور جو شخص اس نقش پاک کو تعویذ بنا کر پگڑی میں رکھے اِس ارادہ پر کہ میرے جُملہ اُمور بہ آسانی سے ہوں تو بفضلہ تعالیٰ وہ اپنی مراد کو پائے گا۔ بلکہ اپنے تمام ہم زمان سے ہمیشہ فائق رہے گا بلکہ دنیا میں اُس کا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہو سکے گا۔ اور کتاب "المرتجى بِالْقُبُولِ فِي خِدْمَةِ قَدمِ الرَّسُولِ" میں علماء محققین وصُلحائے معتبرین نے بہت آثار وخواص وحکایات نقل کیئے ہیں۔

چند اشعارِ ذوقیہ

---

[3] (جواهر البحار في فضائل النبي المختار،ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ، ومن جواهره رحمه الله تعالى ،[فتح المتعال]، 3/ 199، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

[4] قَالَ الشيخ ابو الْقَاسِمِ مَنْ أَمْسَكَهُ عِنْدَهُ مُتَبَرِّكًا بِهِ كَانَ لَهُ اَمَانًا مَنْ بغى البَغَاةَ وَغَلَبَةِ العَدَوَاتِ وَحِرْزًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِد و عَيْنِ كُلِّ حَاسِدٍ وَ إِنْ أَمْسَكَتَ الْمَرَاءةُ الحَامِلُ بِيَمِينِهَا وَقَدْ اشتَرَ عَلَيْهَا الطَّلَقَ يَسَّرَ اللهُ أَمْرَهَا حُولَهُ وَقوَتهُ

(فتح المتعال في مدح النعال،الباب الرابع في سرد جملة من خواص الخ ،ص323، دار الكتب العلمية بيروت، 2006م)

[5] قَالَ بَعْضُ الأَئمَةِ مِن لَا زِمِ حَمْلَهُ كَانَ لَهُ الْقَبُولُ التامُ مِن الخَلْقِ وَلَا بُدَّ أَنْ يَزُورَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرَّحَ الائمة غَيْرُ وَاحِدٍ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي جَيْشٍ فَهَزَم وَلَافى قَافِلَةٍ فَغَرِّقَتْ وَلَا سَفِينَةٌ فَغَرَقَتْ وَلَا فِي متاع فسوق

(جواهر البحار في فضائل النبي المختار،ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ، ومن جواهره رحمه الله تعالى ،[فتح المتعال]، 3/ 199، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

قَالَ الإِمَامُ ابُو الخَيْرِ مُحَمَّد بْنِ مُحَمَّدِ الجُزْرِي عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ:

يَا طَالِبًا تِمْثَالَ نَعْلِ نَبِيِّهِ..... هَا قَدْ وَجَدْتَ إِلَى اللِّقَاءِ سَبِيلًا

یعنی اے طلب کرنے والے نقش شریف اپنے نبی کے، آگاہ ہو جا تحقیق پالیا تو نے اس کے ملنے کا راستہ۔

فَاجْعَلْهُ فَوْقَ الرَّأْسِ وَاخْضَعْ وَاعْتَقِدْ..... وَتَغَالَ فِيهِ، وَأَوِّلْهُ التَّقْبِيلَا

یعنی پس رکھ اُس کو سر پر اور خُضوع کر اُس کے لئے اور مبالغہ کر خضوع میں اور پیار سے اس کو بوسہ دے۔

مِنْ يَدَّعِي الْحُبَّ الصَّحِيحَ فَإِنَّهُ..... يُبْدِي عَلَىٰ مَا يَدَّعِيهِ دَلِيلًا[6]

یعنی جو شخص دعویٰ کرے سچی محبت کا، پس بے شک وہ قائم کرتا ہے اپنے دعوے پر دلیل کو۔

و قال السيد محمد الحمازي الحسنى المالكي:

رَأَيْتُ مِثَالَ نَعْلِ الْمُصْطَفَىٰ..... الْمُسْنَدِ الوَضْعِ الصَّحِيحِ مُعَرَّفًا

یعنی جب دیکھا میں نے نقشہ نعل مصطفی ﷺ جس کی وضع سند صحیح سے بتلائی ہوئی ہے۔

فَمَسَحْتُ وَجْهِي بِالْمِثَالِ تَبَرُّكًا..... فَشُفِيتُ مِنْ وَقْتِي وَكُنْتُ عَلَىٰ شِفَا

یعنی تو میں نے اپنے چہرے پر مل لیا اس نقش پاک کو واسطے برکت کے سو مجھ کو اسی وقت شفا ہو گئی حالانکہ میں قریب الہلاکت تھا۔

وَظَفِرْتُ بِالْمَطْلُوبِ مِنْ بَرَكَاتِهِ وَوَجَدْتُ فِيهِ مَا أُرِيدُ مِنَ الصَّفَا[7]

یعنی اور پہنچ گیا میں مطلب کو اُس کی برکتوں سے اور پایا میں نے اس میں جو کچھ میں چاہتا تھا صفائی سے۔

قصیدہ رائیہ: حضرت سید بکری حریری مکی رحمہ اللہ علیہ نے نعل مقدس کے فضائل و فوائد میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کی ابتداء یوں فرمائی: "يَا سَائِلًا عَنْ وَصْفِ نَعْلِ الْمُصْطَفَىٰ ، الخ"

قصیدہ رائیہ

[6]) (جواهر البحار في فضائل النبي المختار،ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ، ومن جواهره رحمه الله تعالى ،[فتح المتعال]، 3/ 199، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

[7]) (فتح المتعال في مدح النعال،الباب الثالث في المقطعات والقصائد ،ص185، دار الكتب العلمية بيروت، 2006م)

يَا سَائِلًا عَنْ وَصْفِ نَعْلِ الْمُصْطَفَىٰ..... هٰاكَ الْمِثَالَ مُوَضَّحًا لا نِعَمْ

قَدْ حَرَّ وَالعُلَمَاءُ فِيهِ فَضَائِلًا..... أَضْحَتْ لِكَثْرَتِهَا أَخِي لا تُحْصَرُ

مِنْهَا لِلدَّاءِ يَبْرُ، عَاجِلًا تَلْقَى الأَمَانَ وَفَضْلُ رَبٍّ أَكْبَرُ.....ذُو العُسْرَانِ وُضِعَتْ فَوْقَ يَمِينِهَا

فِي الحالِ يَهِلُّ ما يَجِدْهُ وَيَغْتَرُّ..... عَلَى الجِبَاهِ إِذَا اسْتَقَرَّ فَنَاهُ

تَلْقَى القَبُولَ مُقَرَّةً فَلِشُكْرٍ..... وَمِنَ الكَرَامَةِ قَالَهُ أَهْلُ الهَنِي

إِنَّ الإِلَهَ لِكُلِّ ذَنْبٍ يَغْفِرُ..... لَا غَرْوَ فِي نَعْلِ الحَبِيبِ لِأَنَّهُ

أَعْطَى عَطَاءً فَوْقَ مَا هُوَ يُذْكَرُ..... فَعَلَيْكَ بِالتَّصْدِيقِ أَنْ رُمْتَ الفَنَا

فَالجِدُّ أَعْظَمُ مَا يَجِدْهُ مُعْسِرٌ..... وَتَوَسَّلَنْ بِمَا عَرَفْتَ مِثَالَهُ

لَا رَيْبَ بِالإِجَابَةِ أَجْدَرُ..... وَصَلَاةُ رَبِّي وَالسَّلَامُ يَخُصُّ

ذُو النَّعْلَيْنِ سَيِّدُنَا النَّبِيُّ الْمُشْهَرُ..... وَالآلُ وَالأَصْحَابُ مَا رَكِبُوا سِرَا

نَحْوَ المَرْجَى وَالكَوَاكِبُ تُزْهِرُ..... قِيلَ فِي نَعْلِهِ ﷺ

فِي مِثَالِ نِعَالِ صَاحِبِ الأَنْبِيَاءِ..... مِنْ قَابَ قَوْسَيْنِ المَحَلِّ الأَكْرَمَا

فَاشْمَمْهُ مُصَلِّيًا عَلَيْهِ مَاتَهْ..... وَامْسَحْهُ عَلَى المَحَلِّ بِاسْتِيفَاءِ

مِثَالُ نِعَالِ خَيْرِ الأَنْبِيَاءِ..... هُوَ الْبَابُ الْمُجَرَّبُ لِلشِّفَاءِ

هُوَ السَّبَبُ الْمُبَلِّغُ كُلَّ سُؤْلٍ..... بِتَحْقِيقِ الظُّهُورِ مِنَ الْخَفَاءِ[8]

وَلَنِعْمَ مَا قِيلَ:

يَا رَبَّ بِالقَدَمِ الَّتِي أَوْطَأْتَهَا..... مِنْ قَابِ قَوْسَيْنِ، الْمَحَلِّ الْأَكْرَمَا

ثَبِّتْ عَلَى مَتْنِ الصِّرَاطِ تَكَرُّمًا..... قَدَمِي، وَكُنْ لِي مُنْقِذًا وَمُسْلِمَا[9]

وَلَكِنْ حُبُّ مَنْ لَبِسَ النَّعْلَ لَا لَا.....وَصَاحِبُ النِّعَالِ أَهَاجَا شَرْقِي

---

[8]) (فتح المتعال في مدح النعال، حرف الهمزة ،وانشدني ايضا لنفسه من الوافر قوله ،ص148، مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية، 1915م)

[9]) (جواهر البحار في فضائل النبي المختار،ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري، صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ، ومن جواهره رحمه الله تعالى،فتح المتعال ، 3/ 181، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

قَالَ الفَاكِهَانِيُّ: حِينَ أَبْصَرَ المِثَالَ، مُتَمَثِّلًا بِقَوْلِ مَجْنُونِ لَيْلَى:

وَلَوْ قِيلَ لِلمَجْنُونِ: لَيْلَى وَوَصْلُهَا..... تُرِيدُ أَمِ الدُّنْيَا وَمَا فِي زَوَايَاهَا؟

أَحَبُّ إِلَى نَفْسِكَ أَمْ شِفَاءُ بَلَاوَاهَا؟.....لَقَالَ: غُبَارٌ مِنْ تُرَابِ نِعَالِهَا![10]

اِس کا خلاصہ وترجمہ یہ ہے کہ "اے نبیِّ کریم ﷺ کی نَعلِ پاک کا سائل نعل پاک کے نقشہ کے متعلق علماءِ کرام (دینی علماء) نے اتنے فضائل لکھے ہیں جن کا شمار ناممکن ہے۔ بعض ان میں یہ ہیں کہ جو شخص سچے اعتقاد (پختہ عقیدے) سے نعلِ پاک کو وسیلہ بنائے تو وہ ہر بیماری سے نجات پائے گا، اور وہ بھی بہت جلدی؛ لیکن بد اعتقاد کو اس سے فائدہ نہ ہو گا۔ اور جس گھر میں یہ نقشۂ پاک ہو گا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ گھر امن و سلامتی پائے گا۔ بڑی بات یہ ہے کہ دردِ زہ کے وقت یہ نقشہ عورت کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے تو بچہ آسانی سے پیدا ہو گا، اور یہ مُجَرَّب (آزمایا ہوا) ہے۔ کوئی شخص اسے تعویذ بنا کر پگڑی میں رکھے تو لوگوں کی نگاہ میں معزز و مکرم ہو۔ اسے آزمایئے، فائدہ ہو گا، پھر اللہ تعالیٰ کا شکر کیجئے۔ نقشۂ نَعلَینِ پاک کی کَرَامات میں سے ایک یہ بھی ہے، جو بزرگوں نے آزمایا ہے، کہ اس کے طُفیل (وسیلے) اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گناہ معاف کرتا ہے۔ ان فوائد کو سن کر کسی کو وَہم (شک / بدگمانی) بھی نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس نقشہ میں اس سے بھی زائد فائدے مُضمر (پوشیدہ) فرمائے ہیں۔ اگر تیرے دل میں نبیِّ پاک ﷺ کی بزرگی کا یقین ہے تو اس کی تصدیق کر لے، ورنہ کسی کے نہ ماننے سے نقشۂ مبارکہ کی شان (عظمت) نہیں گھٹتی، بلکہ اس کا اپنا نقصان ہے۔ ہاں، ضرورت مند (حاجت والا) تو بڑے بڑے حیلے کرتا ہے، تجھے بھی اگر ضرورت ہے تو سچے عقیدے کے ساتھ اس نقشِ مبارک کو آزما کے دیکھ، اور اسے وسیلہ کے طور پر بارگاہِ حق میں معروضات پیش کر (دعا کر)، پھر اُس کریم (مہربان) کے اَلطاف (احسانات) دیکھ۔ اور وہ (اللہ) اس لائق ہے کہ بندے کے معروضات (دعائیں / گزارشات) پورے فرمائے۔ آخر میں صلوٰۃ و سلام کا تحفہ عرض کرتا ہوں، کہ وہ مالک، صاحبِ نعلین، نبی مُشتہر ﷺ پر بے شمار دُرود بھیجے، اور ان کی آل و اصحاب (گھر والے اور صحابہ) پر جب تک کہ تارے چمک رہے ہیں۔"

دیگر قصیدہ: ایک بُزُرگ لکھتے ہیں کہ حُضُور ﷺ کے نَعلَینِ پاک میں بڑی بَرَکت اور تمام بیماریوں کے لیے شِفاء ہے۔ وَسیلہ پکڑتے وقت ایک سو بار (۱۰۰) دُرُود شریف پڑھیے، پھر جہاں بیماری ہے اُس مُبارک نقشہ (نعل پاک کی تصویر) کو وہاں رکھ دیجئے۔ دُوسرے اور بزرگ فرماتے ہیں کہ نقشۂ مبارک تو ہر بیماری کی شفاء ہے، بلکہ ہر مقصد (ہر حاجت و ضرورت) کے لیے بہترین وسیلہ ہے۔ ایک صاحب بارگاہِ حق میں نعلینِ پاک کو وسیلہ کر کے عرض کرتے ہیں (دعا مانگتے ہیں): "یااللہ! اس کے طُفَیل مجھے پُل صِرَاط پر ثابت قدم رکھئے۔"

ایک عاشق راز کی پیاری دلیل: فرماتے ہیں کہ مجھے نقشہ نعلین اِس لئے محبوب ہے کہ اِسی طرح کا جوتا پاک میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب پا فرمایا۔

امام فاکھانی رحمہ اللہ کی کھانی: امام فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آج کی طرح نقشہ لکھا ہوا تھا، تو منکرین یا طعنہ بازوں کو سمجھاتے ہوئے فرمایا: اگر مجنوں کو کوئی کہے کہ دنیا کی تمام نعمتیں لو گے یا لیلیٰ کی جوتی کی گرد و غبار۔ تو بخدا وہ کہے گا مجھے لیلیٰ کے جوتے کی غبار چاہیے اور یہی مجھے زیادہ

---

[10] (جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحمد المقري، صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ، ومن جواهره رحمه الله تعالى، فتح المتعال، 181/3، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

محبوب ہے اور اسی میں میری شفا۔ اِسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ سلم کا عاشق امتی اگر عقیدت نہیں رکھتا تو پھر اُس کے امتی کہلوانے پر حیف(افسوس) ہے۔ اسی مناسبت پر مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سننے کے لائق ہے۔

حکایت: فَتَرَكَ (مَنْ حَصَلَ النَّعْلَ) ثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَتَرَكَ ذَلِكَ الْقَدَمَ وَوَلَدَيْنِ لَهُ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: تَأْخُذُ الْمَالَ أَوْ تَأْخُذُ الْقَدَمَ الشَّرِيفَ، فَاصْطَلَحَا عَلَى أَنْ أَخَذَ أَحَدُهُمَا الْمَالَ، وَالْآخَرُ الْقَدَمَ، فَذَهَبَ بِهِ إِلَى أَرْضِ الْعَجَمِ، فَكَانَ يَفِدُ بِهِ عَلَى الْمُلُوكِ يَتَبَرَّكُونَ بِهِ، حَتَّى رَجَعَ إِلَى بِلَادِ أَخْلَاطَ، فَبَعَثَ بِهِ إِلَى الْمَلِكِ الْأَشْرَفِ ابْنِ الْعَادِلِ لِيَتَبَرَّكَ بِهِ، فَطَلَبَ مِنْهُ أَنْ يَقْطَعَ لَهُ مِنْهُ قِطْعَةً يَتَبَرَّكُ بِهَا، ثُمَّ إِنَّ الْمَلِكَ تَحَرَّى عَنْ ذَلِكَ فَطَلَبَ مِنْهُ أَنْ يُعَوِّضَهُ مِنْهُ قَرْيَةً وَيُعْطِيَهُ إِيَّاهُ، وَقَالَ لَهُ: أَنْتَ شَيْخٌ كَبِيرٌ فَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ فَأَجَابَهُ إِلَى ذَلِكَ، ثُمَّ إِنَّ الْمَلِكَ الْأَشْرَفَ مَلَكَ الشَّامَ فَاسْتَوْطَنَ مَدِينَةَ دِمَشْقَ، فَابْتَنَى بِهَا دَاراً لِحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَوَقَفَ لَهَا وَقْفاً كَثِيراً، وَجَعَلَ الْجَانِبَ الْقِبْلِيَّ مِنْهَا مَسْجِداً لِلصَّلَاةِ، وَجَعَلَ شَرْقِيَّ مِحْرَابِ الْمَسْجِدِ بَيْتاً لِتِلْكَ النَّعْلِ الْمَذْكُورَةِ، فَسَمَّرَهَا بِمَسَامِيرَ فِضَّةٍ عَلَى تَابُوتٍ مِنْ أَبْنُوسٍ، وَجَعَلَ لَهُ قُفْلًا مِنْ فِضَّةٍ، وَأَرْخَى عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ سُتُورٍ مِنْ حَرِيرٍ أَخْضَرَ وَأَحْمَرَ وَأَصْفَرَ، كُلُّ سِتْرٍ مِنْهَا بِمَالٍ، وَجَعَلَ لَهُ بَاباً كَبِيراً مُصَفَّحاً بِالنُّحَاسِ كَأَنَّهُ الذَّهَبُ، وَجَعَلَ عَلَيْهِ فِيمَا رُتِّبَ لَهُ أَرْبَعِينَ دِرْهَماً نَاصِرِيَّةً، مَبْلَغُهَا ثَمَانُونَ دِرْهَماً مِنْ دَرَاهِمِنَا فِي كُلِّ شَهْرٍ، يُفْتَحُ فِي كُلِّ يَوْمِ اثْنَيْنِ، وَكُلِّ يَوْمِ خَمِيسٍ لِمَنْ يَتَبَرَّكُ بِهِ.[11] (الْمُرْتَجَى بِالْقَبُولُ)

ترجمہ: ایک شخص نے مرتے وقت اپنے ترکہ میں نعلِ مبارک اور تیس(۳۰) درہم چھوڑے۔ اس کے دو لڑکے تھے، دونوں چاہتے تھے کہ نعلِ پاک مجھے ملے۔ دونوں کا جھگڑا طویل ہو گیا۔ آخر طے پایا کہ ایک کو صرف نعلِ پاک ملے گا، دوسرے کو باقی جائیداد۔ جس کے حصے میں نعلِ پاک ترکہ میں آئی، وہ عجم (غیر عرب علاقوں) کے بادشاہوں کے پاس لے جاتا، وہ اس کی زیارت کر کے اسے انعامات سے نوازتے۔ ایک موقعے پر خلاط کے شہر میں پہنچا، وہاں کے بادشاہ اشرف بن بادشاہ عادل کو زیارت کے لیے نعلینِ پاک بھیجی۔ اُس بادشاہ نے کہا: مجھے اس مقدس نعل سے ایک ٹکڑا (چھوٹا حصہ) دے دے تاکہ میں اس سے برکت (روحانی فائدہ) حاصل کرتا رہوں۔ اس نے تھوڑا سا ٹکڑا دے دیا۔ پھر دوسرے موقعے پر وہاں پہنچا تو بادشاہ نے کہا: مجھے یہی نعلِ پاک اصل دے دے اور منہ مانگا انعام دوں گا۔ اس نے کہا: مجھے ایک گاؤں مستقل جاگیر (موروثی زمین) کے طور پر دے دے۔ بادشاہ نے منظور کر لیا۔ اُسے جاگیر دے کر نعلِ پاک حاصل کر لی۔

فتح و نصرت: اس بادشاہ نے شام کو فتح کیا تو دمشق میں اقامت پذیر (مقیم) ہوا۔ وہاں "اشرفیہ" کے نام سے ایک دار الحدیث تیار کرایا، اور اس کے نام بڑی جاگیر وقف (خیرات) کر رکھی تھی۔ اس دارالحدیث کے قبلہ کی جانب مسجد، اور شرقی (مشرق کی) جانب نعلِ پاک کا حجرہ بنایا، اور اس کے لیے بڑا اہتمام فرمایا۔ اس کے سامنے بڑا دروازہ رکھا، جس کی لکڑی آبنوس (قیمتی سیاہ لکڑی) کی تھی اور سونے کا جڑاؤ (نگینوں سے مزین) کام کرایا گیا۔ اس پر بہترین فانوس (چراغ، جھاڑ)

---

[11]) (فتح المتعال في مدح النعال، قصة مجيء النعل الشريفة في مدرسة، الأشرفية،ص357، مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية، 1915م)

لٹکائے۔ پھر ہر سال زرِ کثیر (بہت زیادہ دولت) خرچ کرتا۔ مہینے میں صرف دو دفعہ زیارت کراتا: سوموار اور خمیس کے دن۔ لوگ اس مبارک نعل کی زیارت کے لیے ٹوٹ پڑتے اور برکت حاصل کرتے۔[12] (کذا فی المرتجی)

ف: یہ تھی اسلاف کی عقیدت۔ اگر آج کل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عقیدت کے طور پر اِس طرح کے مراسم (رسم ورواج) کیے جائیں، تو بدعتی و مشرک ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ لیکن ہم ایسے القاب (نام، الزامات) سُن تو سکتے ہیں، لیکن اپنے نبیِ پاک ﷺ کی عقیدت سے سرِ مو (ذرا سا بھی) ہٹنا نہیں جانتے۔ کسی بزرگ نے فیصلہ کر دیا ہے: ؎ وَنَعْلُهُ الْكَرِيمَةُ الْمُصُونَةُ ... طُوبَى لِمَنْ مَسَّ بِهَا جَبِينَهُ[13]

یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل مبارک جسے نصیب ہو گئی وہ بڑا خوش بخت ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص سوال کرے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل پاک کا نقشہ بنوانا اور اسے پاس رکھنا بدعت ہے ظاہر ہے کہ کسی حدیث شریف میں نہیں کہ نعل پاک کا نقشہ بنا کر اپنے پاس رکھو فلہذا بدعت سے بچنا ضروری ہے اور بدعت کے معاملہ میں خواہ مخواہ اتنا زور لگا رہے ہو؟

جواب: ہر نیک کام، خصوصاً جس میں حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کرام کی نسبت کا تعلق ہو گا، اُسے وہابیت ضرور بدعت گردانے گی، اور یہ بہت بڑا بہتر حربہ (طاقتور چال) انہیں نصیب ہوا ہے۔ بھولے بھالے (سادہ دل) مسلمان "بدعت" سُن کر گھبرا جاتے ہیں، حالاں کہ ان کا یہ سوال فرسودہ (پرانا، بوسیدہ) ہے۔ ورنہ وہ فعل "بدعت" اُن کے نزدیک بھی بدعت نہیں جو خیرُ القرون میں ہوا ہو۔ اور یہ فعل، یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلینِ پاک کا نقشہ، تابعین (صحابہ کے شاگردوں) سے ثابت ہے۔ چنانچہ امام ابو اویس عبد اللہ بن عبد اللہ بن مالک بن ابی عامر اصبحی مدنی رضی اللہ عنہ نے خود اپنے لیے، امام مالک وغیرہ اکابر ائمہ تابعین و تبع تابعین (بزرگ ترین اسلامی محدثین وفقہاء) کے زمانے میں نعلِ اقدس، حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ بنوا کر اپنے پاس رکھا۔ اور یہ امامِ اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہنوئی (ہم زلف) اور بھتیجے یعنی اُن کے حقیقی چچازاد بھائی کے بیٹے تھے۔ اور صحاحِ ستہ میں سے **صحیح مسلم**، **ابو داؤد**، **ترمذی**، **نسائی** اور **ابن ماجہ** کے راویوں میں سے ہیں، اور تبع تابعین کے طبقۂ اعلیٰ (سب سے اعلیٰ درجے کے محدثین) سے ہیں۔ ۱۶۷ ہجری میں انتقال فرمایا۔

بتایئے، جو فعل ایسے اکابر (بزرگ ترین علماء) خود کر گئے، ان پر بدعت کی تہمت لگائی جا سکتی ہے؟ یہ وہ حضرات ہیں جن پر دین اور اسلام کی صحاح کی احادیث کا دار و مدار (بنیاد و انحصار) ہے۔

جواب 2: حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَنْ تَجْتَمِعَ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ" یعنی میری اُمّت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ اور فرمایا: "يَدَ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ"[14] یعنی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ یعنی تائید و توفیق جماعت پر ہے۔ اِس ارشادِ عالی کے بعد دین کے عاشق کو تو انکار کی گنجائش بھی نہیں، کیونکہ

---

[12] (جواهر البحار في فضائل النبي المختار، ومنهم الإمام العلامة الشهاب أحيمد المقري، صاحب كتاب نفح الطيب المتوفى سنة ١٠٤١ هـ. ومن جواهره رحمه الله تعالى. فتح المتعال، 214/3، دار الكتب العلمية بيروت، 2010م)

[13] (سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، جماع أبواب سيرته صلى الله عليه وسلم في لباسه وذكر ملبوساته، الباب الرابع عشر في خفيه ونعليه، 7/ 321، دار الكتب العلمية، سنة النشر: 1414 هـ - 1993 م)

[14] (المعجم الكبير للطبراني، باب العين عمرو بن دينار، عن ابن عمر، 12/ 447، الحديث13623، مكتبة ابن تيمية - القاهرة، الطبعة: الثانية)

نعلین پاک کے نقشہ پر عالمِ اسلام کے تمام علماء، محدثین، فقہاء اور ائمۂ اربعہ کا نہ صرف اتفاق (اجماع) ہے، بلکہ صرف اسی موضوع پر بڑی بڑی مبسوط (تفصیلی) کتابیں لکھی گئی ہیں۔ چند ایک اسماء اِس وقت مجھے یاد ہیں، وہ حاضر ہیں:۔

اَسماءِ کتُبِ مُصنفہ دربارہ نقشہ نعل پاک

1. نُورُ العَيْنَيْن فِي تَحْقِيقِ النَّعْلَيْن لأبي عبدالله بن عيسى مغربی
2. خِدْمَةُ النَّعْلِ لِلْقَدَمِ الْمُحَمَّدِيِّ لابن عساكر
3. النَّفَحَاتُ العَنْبَرِيَّةُ فِي وَصْفِ نِعَالِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ
4. فَتْحُ الْمُتَعَالِ فِي مَدْحِ خَيْرِ النِّعَالِ كلا هما من احمد بن محمد المالك المقري الفاسي
5. الْمُرْتَجَى بِالْقَبُولِ خِدْمَةُ قَدَمِ الرَّسُولِ. التُّحْفَةُ الْمَجِيدُ فِي نَعْتِ الرَّسُولِ الْحَمِيدِلعبدالمجيد القادری
6. الْقَوْلُ السَّدِيدُ فِي ثُبُوتِ اسْتِبْرَاكِ نَعْلِ سَيِّدِ الْأَحْرَارِ وَالْعَبِيدِتصنيف امام أبو إسحاق إبراهيم بن أحمد بن خلف بن فرنون السلمي الشهير بإبن الحاج المزلى الاندلسي استاذ المحدث الكبير ابن عساكر رحمهما الله تعالیٰ
7. دور حاضرہ کے مجدد، اہل سنت کے امام، شیخ الاسلام و مسلمین اعلی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کی تصنیف " شِفَاءُ الْوَالِهِ فِي صُوَرِ الْحَبِيبِ وَمَزَارِهِ وَنِعَالِهِ"
8. دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کی تصنیف "نَيْلُ الشِّفَاءِ بِنَعْلِ الْمُصْطَفَى"

یہ وہ اکابرِ اسلام ہیں اسلاف میں۔ صرف ایک کا نام بھی اسلام کی ضمانت (ثبوت و دلیل) کے لئے کافی ہے، اور منکرین کے لئے تھانوی صاحب کا۔ اکابرِ اسلام کی مستقل تصانیف کے علاوہ سیرت نگار اور احادیث کے جامعین، مصنفین و شارحین (حدیث جمع کرنے والے، لکھنے والے، اور اس کی شرح کرنے والے) کی تصریحات (واضح بیانات) کا شمار غیر ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ کیوں کہ تابعین و تبع تابعین سے لے کر قرناً بعد قرن (صدی در صدی) ہر طبقہ کے علمائے کرام نے اس نقشہ مبارک کو وسیلہ (تقرّب کا ذریعہ) بنایا اور اپنے پاس رکھا، اور اس کے جواز کے لیے دلائل قائم کیے اور اپنے تجربے (عملی مشاہدات) بتائے۔ بعض تو ان میں ایسے ہیں جن کا نام سُن کر موجودہ دَور کے علما انہیں دین و اسلام کے ستون (بنیاد و سہارا) سے تعبیر کرتے ہیں۔ مثلاً: امام اسماعیل بن ابی اویس، جو کہ امام مالک رحمہُ اللہ علیہ کے بھانجے اور امام بخاری، امام شافعی، امام مسلم کے استاذ ہیں، اور ان دونوں کی صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) کے علاوہ، اتباعِ تبع تابعین کے اعلیٰ طبقہ سے ہیں۔ امام شافعی و امام احمد رحمہُما اللہ کے ہم زمان تھے۔ ۲۲۶ھ میں انتقال فرمایا۔ اُن کے بعد مندرجہ ذیل علما کا سلسلہ غیر منقطع (مسلسل و متصل) ملاحظہ فرمائیے۔

وہ علمائے کرام جنھوں نے نعل پاک کا نقشہ اپنے لئے حِرزِ جان سمجھا

چند اوراق کا رسالہ "زاد السعید" کے ساتھ شائع ہوا ہے اور نعلِ پاک کے برکات و منافع لکھ کر آخر میں خوب ہیرا پھیری کی لیکن مقصد کے لحاظ سے ہماری تائید خوب لکھی۔ (اویسی غُفرلہ)

(۱) امام اسماعیل کے تلمیذ ابو محمد ابراہیم بن سہل بتی (۲) ان کے شاگرد ابو سعید عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ مکی (۳) ان کے تلمیذ محمد بن جعفر تمیمی (۴) ان کے تلمیذ محمد بن یسن الفارسی (۵) ان کے شاگرد شیخ ابو زکریا عبد الرحیم بن احمد بن نصر بن اسحاق بخاری (۶) ان کے تلمیذ شیخ طقیہ ابو القاسم جلی

بن عبد السلام بن حسین رمیلی(۷) ان کے ایک شاگرد شیخ عیاض (۸) دوسرے تلمیذ اجل امام اکمل حافظ الحدیث قاضی ابو بکر ابن العربی الاشبیلی اندلسی (۹) ان دونوں کے شاگرد امام ابن العربی کے صاحب زادے فقیہ ابوزید عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ (۱۰) ان کے تلمیذ ابن الحیہ (۱۱) ان کے شاگرد شیخ ابو الفضل ابن البر تونسی (۱۲) ان کے شاگرد شیخ ابن فہد مکی (۱۳) امام اجل ابن العربی ممدوح کے دوسرے شاگرد ابو القاسم بن بشکوال (۱۴) ان کے تلمیذ ابو جعفر احمد بن علی اوسی جن کے شاگرد ابو القاسم بن محمد اور ان کے تلمیذ ابو اسحاق ابراہیم ابن الحاج ان کے شاگرد ابو المین ابن عساکر مذکورین ہیں (۱۵) امام اسمعیل بن ابی اویس مدنی ممدوح کے دوسرے تلمیذ ابو اسحق ابراہیم بن الحسین (۱۶) ان کے شاگرد محمد بن احمد فزاری (۱۷) ان کے تلمیذ ابو عثمان سعید بن حسن تستری (۱۸) ان کے شاگرد ابو بکر محمد بن عدی بن علی منقری (۱۹) ان کے تلمیذ ابو طالب عبد اللہ بن حسین بن احمد عنبری (۲۰) ان کے شاگرد ابو محمد بن عبد العزیز احمد کنانی (۲۱) ان کے تلمیذ ابو ہبۃ اللہ بن احمد الدمشقی (۲۲) ان کے شاگرد حافظ ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد اسکندرانی (۲۳) ان کے تلمیذ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن نجیبی (۲۴) ان کے شاگرد ابو عبد اللہ حمد بن عبد اللہ بستی (۲۵) ان کے تلمیذ ابو اسحق ابراہیم بن الحاج سلمی ممدوح (۲۶) ان کے شاگرد ابن عساکر (۲۷) ان کے تلمیذ بدر فارقی، یہ تین سلسلے مثل سلاسل حدیث تھے۔ ان کے علاوہ (۲۸) امام ابو حفص عمر فاکہانی اسکندرانی (۲۹) شیخ یوسف تتان مالکی (۳۰) فقیہ ابو عبد اللہ بن سلامہ (۳۱) فقیہ الحدیث ابو یعقوب (۳۲) ان شاگرد ابو عبد اللہ محمد بن رشید فہری (۳۳) حافظ شہیر ابو نبیع بن سالم کلاعی (۳۴) ان کے تلمیذ حافظ ابو عبد اللہ بن الآبار قضای (۳۵) ابو عبد اللہ بن محمد جابر وادی (۳۶) خطیب ابو عبد اللہ بن مرزوقی تلمسانی (۳۷) ابن عبد الملک مراکشی (۳۸) شیخ فتح اللہ حلبی بیلونی (۳۹) قاضی شمس الدین ضیف اللہ توامی رشیدی (۴۰) شیخ عبد النعیم سیوتی (۴۱) محمد بن فرج بستی (۴۲) شیخ ابن حبیب النبی جن سے علامہ تلمسانی نے نقشہ مقدسہ کی عجیب برکت شفاہاً روایت کی (۴۴) سید محمد موسیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح سید جمال الدین محدث صاحب روضۃ الاحباب (۴۵) علامہ شہاب الدین خفاجی جنہوں نے فتح المتعال کی تعریف کی اور اسے مصنف حسن فرمایا یعنی وہ کتاب خوب ہے (۴۶) فاضل علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شارحِ مواہب و موطا امام مالک

اب اور پانچ ائمۂ کرام کے اسماءِ طیبہ عالیہ اختتام کرتا ہوں، جن کی امامتِ کبریٰ پر اجماع (تمام علما کا اتفاق) ہے، اور ان کی جلالتِ شان (عظمت وبزرگی) و عظمتِ مکان مشہور و معروف بلاد وبُقاع (شہروں اور علاقوں) میں ہے۔

(۴۷) امام اجل حافظ الحدیث زین الدین عراقی استاد امام الشان ابن حجر عسقلانی صاحب الفیئہ سیرت وغیرھما (۴۸) اُن کے شاگرد ابن کریم علامہ عظیم سیدی ابوزرعہ عراقی (۴۹) امام اجل سراج الفقہ والحدیث والملۃ والدین بلقینی (۵۰) امام جلیل محدث جلیل حافظ علامہ شمس الدین سخاوی (۵۱) امام جلیل واکرم علامہ عالم خاتم الحفاظ والمحدثین جلال الملۃ واشیخ والدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی (رضی اللہ عنھم و عنا بھم الی یوم الدین آمین یارب العالمین)

آخر میں اعلیٰ حضرت بریلوی قُدِّسَ سرہٗ کا پیغام پیش کروں، فرمایا کہ

بالجملہ مزارِ مقدس کا نقشہ تابعینِ کرام اور نعلِ مبارک کی تصویر تبع تابعین اعلام (بڑے تبع تابعین) سے ثابت ہے، اور جب سے آج تک ہر قرن و طبقہ (ہر صدی اور علمی جماعت) کے علما و صلحا میں معمول و رائج ہے۔ ہمیشہ اکابرِ دین ان سے تبرّک کرتے، ان کی تکریم و تعظیم (ادب) رکھتے آئے ہیں۔ تو اب انہیں بدعت، شرک و

حرام نہیں کہے گا، مگر جاہلِ بے باک (بے علم اور گستاخ)، یا گمراہِ بد دین، مَرَضُ القَلب ناپاک (دل کے مرض والا ناپاک شخص)، والعیاذُ باللّٰہ۔ آج کل کے کسی نو آموز (نیا نیا سیکھنے والا)، قاصر (کمزور فہم)، ناقص (علمی طور پر ناقص)، فاتر (عقل سے کمزور) کی بات، ان اکابرِ ائمہِ دین و اعاظمِ علمائے مُعتمدین (قابلِ اعتماد عظیم علما) کے ارشاداتِ عالیہ (بلند درجے کے اقوال) کے حضور، کسی دیندار کے نزدیک کیا وُقعت (قدر و قیمت) رکھتی ہے؟ عاقلِ مُنصِف (سمجھ دار اور انصاف پسند) کے لیے اسی قدر کافی ہے۔[15]

نقشِ نعلِ پاک سے توسّل کا طریقہ: بہتر ہے آخرِ شب (رات کے آخری حصے) میں اُٹھ کر وضو کر کے، "تیجہ"[16] جس قدر ہو سکے، پڑھے۔ اُس کے بعد گیارہ بار دُرودِ شریف، گیارہ بار کلمۂ طیبہ، گیارہ بار استغفار (توبہ و معافی کی دُعائیں) پڑھ کر اس نقش کو باادب اپنے سر پر رکھے، اور تضرّعِ تمام (پوری عاجزی و گریہ کے ساتھ) جنابِ باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ "اے اللہ! اس کے طُفَیل (وسیلے سے)، مقدس پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نقشِ نعلِ شریف کے، میری فلاں حاجت (یہاں پر حاجت کا نام لے) پوری فرما دیجیے۔" مگر خلافِ شرع (شریعت کے خلاف) کوئی حاجت طلب نہ کرے۔ پھر سر پر سے اس کو اُتار کر اپنے چہرے پر ملے، اور اُس کو محبت سے بوسہ دے۔ اشعارِ ذوق و شوق (محبت و جذبات سے بھرے اشعار)، بارگاہِ انبیا، عشقِ محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عجیب کیفیت پائے گا۔

تعجب بالائے تعجب: یہی طریقہ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنے رسالہ "نَیْلُ الشِّفَاءِ بِنَعْلِ الْمُصْطَفٰی" میں بیان کیا ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ادھر تو اسے حکیم الامت مانتے ہیں لیکن جب اس کے معمولات یا تحقیق مسائل معاملات کی باری آتی ہے تو اس کے اقوال کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تھانوی صاحب کے رسالہ کی تمہید لکھ دی جائے تاکہ مسلک دیوبند کو مزید انکار کی گنجائش نہ ہو۔

نَیْلُ الشِّفَاءِ بِنَعْلِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"بعدَ الحمدِ وَالصَّلٰوۃِ، بندۂ ناچیز اشرف علی عرض کرتا ہے کہ اِن دنوں ہم لوگوں کے کثرتِ معاصی (زیادتی گناہوں) سے جو کچھ ہُجومِ بلیّاتِ صُوریہ (ظاہری مصیبتیں) و معنویہ (باطنی آفات) ہے، ظاہر ہے۔ اس کا علاج بجز اصلاحِ اعمال (عملوں کی درستی) و توبہ و استغفار کے کچھ نہیں ہے، مگر ہم لوگوں کے قلب و زبان کی جو کیفیت ہے، معلوم ہے۔ البتہ اگر کوئی وسیلۂ قوی (طاقتور ذریعہ) ہو تو اس کی برکت سے حضورِ قلب (دل کی توجہ) بھی میسّر ہو سکتا ہے، اور اُمیدِ قبول بھی قریب ہے۔ من جملہ ان کے مسائلِ مجرّبہ بُزرگانِ دین، نقشۂ نعلِ مقدس حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، نہایت قوی البرَکت سریعُ الاثر (جلد اثر کرنے والا) پایا گیا ہے۔ اس لئے اسلامی خیر خواہی باعث اس کی ہوئی کہ تمثالِ خَیرُ

---

15) (فتاوی رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، رسالہ شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ، 21/454 تا 458، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تقریر کی روانی میں چند اسماء کا ذکر فرمایا پھر جب مسودہ تیار ہوا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتاب "شفاء الوالہ" سے اسماء بالترتیب لکھوائے۔ (اویسی)

16) (درود و اذکار، خاص طور پر ایصالِ ثواب کی نیت سے پڑھے جانے والا عمل۔) (نوری)

العَمال (اعمال میں سب سے بہتر عمل) صلی اللہ علیہ وسلّم وَ علٰی صاحبِہٖ فَوقَ عَدَدِ الرِّمال (ریت کے ذروں سے بھی زیادہ درود و سلام اُن پر) حسبِ روایت امام زینُ الدین عراقی مُحدِّث، مسلمانوں کی نذر کی جائے کہ اپنے پاس رکھ کر برکات حاصل کریں، اور اس کے توسُّل سے اپنے حاجات و معروضات (ضرورتیں اور درخواستیں) جنابِ باری تعالیٰ میں قبول کرائیں۔ اس نقشۂ شریف کے آثار و خواص و فضائل کو کون شمار میں لاسکتا ہے، مگر اس مقام پر نہایت اختصار کے ساتھ کُتُبِ معتبرہ (مستند کتابیں) علمائے محدثین و محققین سے چند برکات اور کچھ ابیات (اشعار) مشتمل بر ذوق و شوق (محبت و عقیدت کے جذبات پر مشتمل) نقل کیے جاتے ہیں کہ جن کے پڑھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ عشق اور محبت پیدا ہوا، اور بہ وجہِ غلبۂ محبت (محبت کے غالب آجانے کے سبب) بلا تکلّف (بغیر زحمت) آپ کا اتباع نصیب ہو، جو اصل مقصود (بنیادی مقصد) اور سرمایۂ نجاتِ دنیوی و اُخروی (دنیا و آخرت کی نجات کا ذریعہ) ہے۔"

تھانوی صاحب نے اکثر و بیشتر وہی فوائد و فضائل لکھے ہیں، جسے فقیر نے عرض کر دیے ہیں۔ اُنہوں نے حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے "تحفۂ رسولیہ" کے اشعار ذیل میں درج کیے ہیں، وہ یہ ہیں:

قال في التحفة الرسولية

ہر کہ بقرطاس مثالش کشد	تاج وش آن را بسر خود نہد
فتح و ظفر یابد و گردد عزیز	نور دل افزاید و عقل و تمیز
آتش سوزندہ نسود و راء	سوزن سیلاب ند و زود راء
از ہمہ آفت بسلامت بود	روز قیامت بکرامت بود
وانکہ بخانہ نہدش با ادب	گم رد و زخانہ و آید طرب
ہر کہ بیند برویش بر نہد	شجرۂ امید وار بر دبد
میکشم اینجا بہ ترک مثال	تا شود ایں نسخۂ گرامی بفال[17]

ترجمہ:

(۱) جو شخص حضور علیہ السلام کی نعل پاک کا نقش کاغذ پر لکھ کر اپنے سر کا تاج بنائے گا۔

(۲) فتح و نصرت پائے گا، خلق خدا میں معزز ہو گا، دل کے نور میں اور عقل و تمیز میں برکت ہو گی۔

(۳) نہ ہی آگ اُسے جلائے گی اور نہ ہی سیلاب نقصان دے گا اور نہ ہی مال چوری ہو گا۔

(۴) وہ تمام آفات سے بہ سلامت رہے گا۔ قیامت کے دن بھی عزت نصیب ہو گی۔

(۵) جو شخص اسے اپنے گھر میں ادب کے ساتھ رکھے گا گھر سے غم دور اور راحتِ وافر حاصل ہو گی۔

(۶) جو شخص اس کی زیارت اور دل پر رکھے گا اُس کی اُمید بر آئے گی۔

(۷) یہاں پر نقش نعل لکھ دیتا ہوں تا کہ یہ نسخہ گرامی قدر رہو۔

---

17) (تحفہ رسولیہ مترجم، مقالہ بیست چہارم در بیان نعلین آن نور العینین، ص59، مکتبہ صدیقیہ، جامع مسجد انوارِ مصطفیٰ ﷺ، محلہ رسول پورہ، مسلم آباد، تاجپورہ، لاہور، رجب المرجب 1424ھ / اکتوبر 2003ء)

اشرف علی تھانوی نے مذکورہ اشعار لکھ کر ضروری عرض کے عنوان سے لکھا ہے:" اس نقش شریف کو ادب و احتیاط سے رکھیں مگر ایسا غلو نہ کریں کہ خلاف شرع کوئی بات ہو جائے اور اس کو وسیلۂ برکت و محبت سمجھیں یہ نہیں کہ تمام احکام دین و اعمال خیر کو درست کر کے اس پر کفایت کریں۔"

مجھے "ایسا غلو کریں۔" کا جملہ سمجھ نہیں آیا، بہر حال بات بہت خوب کہی نہ ماننے والے نہ مانیں یہ ان کی قسمت۔

برزمینے که نشان کف پائے تو بود سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں پر آپ کے نعل پاک کے نقش کا نشان مل جاتا ہے وہاں سالہا سال عُشّاق سجدہ کرتے ہیں۔

یہ شعر لکھ کر تھانوی صاحب نے کمال کر دیا ہے۔ مسلک دیوبند سے وابستگان اب تو ہمیں نہ ستائیں کچھ اپنے بڑوں کی بھی مانیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ نعل پاک کے نقشہ میں دارَین (دنیا و آخرت) کی بھلائی ہے، دورِ حاضرہ کے بھولے بھٹکے انسانوں کو چاہیے کہ اپنے مالکِ حقیقی کے سامنے گڑ گڑائیں، کام بن جائے گا۔ آخر میں یہ بھی عرض ہے کہ جس طرح گستاخ و بے ادب لوگ نقشِ نعلینِ پاک سے دور بھاگتے ہیں، ہم بفضلہٖ تعالیٰ اس سے سرور (خوشی و روحانی لذت) و مستی پاتے ہیں۔ لیکن یہ ضرور یاد رہے کہ صرف نقشۂ مقدّسہ کا بھروسا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے ناامید نہ ہو، بلکہ اعمالِ صالحہ (نیک اعمال) کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا تمام حضرات سے اپیل ہے کہ نقشۂ مبارکہ نہایت مقدّس شے ہے، اس کے ساتھ اعمالِ صالحہ بھی عجیب امر (بہت اہم و ضروری چیز) ہے۔

الافاضہ للاستفاضہ: اَبو العزّ المولَوی مُحمّد فَیّاض الاُویسی سَلَّمَہٗ رَبُّہٗ نے "نیلُ المَرام" رسالہ کی گیارہویں اشاعت پر کہا: اس موضوع یعنی نَعلِ پاکِ شہِ لَولاک ﷺ کی تائید (توثیق و حمایت) میں مزید توثیق (تحقیق مضبوطی) چاہیے۔ فقیر اضافہ کر کے احباب سے استفادہ (فائدہ اٹھانے) کی اپیل کر کے خاتمہ بالخیر (اچھے انجام) کی استدعا (درخواست) کرتا ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم اہلِ سنّت نبیِ پاک، شہِ لَولاک ﷺ اور جملہ (تمام) محبوبانِ خُدا کے تبرکات (باقی ماندہ چیزیں، آثار) کو دارَین (دنیا و آخرت) میں وسیلۂ صَدبَرَکات (بیشار برکتوں کا ذریعہ) سمجھتے ہیں۔ یہی ہمارے اسلافِ صالحین کا مذہب ہے۔ بے شمار تصریحات (واضح دلائل واقوال) موجود ہیں۔ ہم یہاں پر صرف شِفاء شریف پر اقتصار (اعتماد واکتفا) کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ

"وَمِنْ إِعْظَامِهِ وَإِكْبَارِهِ إِعْظَامُ جَمِيعِ أَسْبَابِهِ، وَإِكْرَامُ مَشَاهِدِهِ وَأَمْكِنَتِهِ مِنْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَمَعَاهِدِهِ، وَمَا لَمَسَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عُرِفَ بِهِ، إِلَى أَنْ قِيلَ: وَكَانَتْ قَلَنْسُوَةُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ شَعَرَاتٍ مِنْ شَعَرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَقَطَتْ قَلَنْسُوَتُهُ فِي بَعْضِ حُرُوبِهِ، فَشَدَّ عَلَيْهَا شَدَّةً أَنْكَرَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثْرَةَ مَنْ قُتِلَ فِيهَا، فَقَالَ: لَمْ أَفْعَلْهَا بِسَبَبِ الْقَلَنْسُوَةِ، بَلْ لِمَا تَضَمَّنَتْهُ مِنْ شَعَرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِئَلَّا أُسْلَبَ بَرَكَتَهَا وَتَقَعَ فِي أَيْدِي الْمُشْرِكِينَ. وَرُئِيَ ابْنُ عُمَرَ وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى مَقْعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ، ثُمَّ وَضَعَهَا عَلَى وَجْهِهِ. "[18]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی تعظیم کا ایک جز (حصہ) یہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور ﷺ سے کچھ علاقہ (تعلق) ہو، حضور ﷺ کی طرف منسوب ہو، حضور ﷺ نے اُسے چھوڑا ہو یا حضور ﷺ کے نامِ پاک سے پہچانی جاتی ہو، اُس سب کی تعظیم کی جائے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک (نبی ﷺ کے مبارک بال) تھے۔ کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی، خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لئے ایسا شدید حَملہ فرمایا، جس پر اور صحابہ کرام نے انکار کیا، اِس لئے کہ اُس شدید وسخت حملہ میں بہت سے مسلمان کام آئے۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرا یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لئے تھا کہ مَبادا (ایسا نہ ہو کہ) اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ منبرِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم میں جو جگہ جلوسِ اقدس (نبی ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ) کی تھی، اُسے اپنے ہاتھ سے مَس کر کے وہ ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لیا۔

ف: خالد بن ولید کی حدیث ابو علی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث ابنِ سعد نے **طبقات** میں روایت کی۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: اِس عبارت میں دو جلیل القدر صحابیوں کا طریقہ ملاحظہ ہو:

(۱) سیدنا خالد رضی اللہ عنہ (۲) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

"اَوَّلُ الذِّکر کے ہاں حضور ﷺ کے بالِ مبارک ہیں، جنہیں ٹوپی میں چھپا رکھا تھا، جن کی بَرَکت سے وہ فُتُوحاتِ اسلامیہ میں نام پایا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اب کی بار اپنی اور لشکر کی جان تو قُربان کرنے کو تیار ہو گئے، لیکن ٹوپی ضائع نہ ہونے دی۔ ثانیُ الذِّکر نے مِنبرِ رسول ﷺ پر ہاتھ پھیرا اور منہ پر لگایا، اور اگر اُنہیں تبرّکات سے پیار نہ تھا، تو ایسا کیوں کیا؟

جملہ صحابہ کرام: نہ صرف یہی دو بلکہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اسی طرح تبرکات سے عشق تھا۔ چند ایک حضرات کے متعلق ہدیہ ناظرین ہے۔

---

[18]) (الشفا بتعريف حقوق المصطفى ، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، فصل ومن إعظامه وإكباره إعظام جميع أسبابه الخ، 2/ 57، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، عام النشر: 1399هـ - 1979م)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ، فَأُتِيَ بِوُضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وُضُوئِهِ فَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ.[19] (رواه البخاري، ج ۱، ص ۳۱، من باب السقال، فصل وضوء الناس)

ترجمہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہمارے ہاں دوپہر کے وقت تشریف لائے۔ وضو کے لئے پانی حاضر کیا گیا۔ آپ نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام آپ کے وضو کا پانی لے کر اپنے چہروں پر ملنے لگے۔

فائدہ: عُمدَۃُ المُحقّقین امام محمد بن احمد بدرُ الدّین العینی شرحِ بخاری میں تحریر فرماتے ہیں:

"هَذَا الْحَدِيثُ يُطَابِقُ التَّرْجَمَةَ إِذَا كَانَ الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهِ: يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وُضُوئِهِ مَا سَالَ مِنْ أَعْضَاءِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ."[20] (عَيْنی، ج ۱، ص ۸۲۳)

اور اگر ترجمۂ بابِ بخاری کا لحاظ نہ کیا جائے، اور بَعْدَ وُضُو (وضو کے بعد) برتن میں باقی بچا ہوا پانی مراد لیا جائے، تو مدّعا اور بھی اَتَم (کامل و مضبوط) طریق پر ثابت ہے کہ جو پانی اَعضائے مبارک سے نہیں لگا، صرف اتنی نسبت رکھتا ہے کہ وہ وُضُو کے وقت اُس برتن میں تھا جس سے حضورِ انور ﷺ نے وضو فرمایا، اُس کی صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم نے یہ عظمت کی۔ تو ثابت ہوا کہ ابتدائے اسلام ہی سے یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ جو چیز حضورِ انور ﷺ سے ادنیٰ (چھوٹی) نسبت بھی رکھے، اُس کا احترام کرنا اور اُس سے برکت حاصل کرنا صحابۂ رَسُول ﷺ کا طریقہ ہے، اور اعلیٰ درجے کا معمول ہے، جس کو حضورِ انور ﷺ کے سامنے ادا کیا گیا، اور حضور ﷺ نے اُس سے منع نہ فرمایا۔

نیز یہی بدرُ الدّین، علامہ عینی قُدِّسَ سِرُّہُ، شرح میں فرماتے ہیں: "فِيهِ الدَّلَالَةُ عَلَى جَوَازِ التَّبَرُّكِ بِآثَارِ الصَّالِحِينَ"[21]

یعنی اس حدیث میں دلالت ہے کہ نیک لوگوں کے ساتھ تبرک لینے کا جواز ثابت ہے۔

بلال رضی اللہ عنہ کے ذریعہ تبرک: حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وضو کا پانی لائے تو صحابہ اُس پر ٹوٹ پڑے چنانچہ (اِسی حدیث) ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

---

19) (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس، 1/ 81، الحديث185، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

20) (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الوضوء ، باب استعمال فضل وضوء الناس، 3/ 74، إدارة الطباعة المنيرية)

21) (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الوضوء ، باب استعمال فضل وضوء الناس، 3/ 75، إدارة الطباعة المنيرية)

فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوُضُوءٍ فَمِنْ نَائِلٍ وَنَاضِحٍ الخ فَفِيهِ التَّبَرُّكُ بِآثَارِ الصَّالِحِينَ وَاسْتِعْمَالِ فَضْلِ طَهُورِهِمْ وَطَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ وَلِبَاسِهِمْ[22] (نووی، ص۱۹۹، ج۱)

یعنی بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لے کر نکلے تو کوئی اسے لیتا تھا اور کوئی ملتا تھا۔ اس کی شرح میں ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیکیوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا ہے۔ ان کے بچے ہوئے پانی اور کھانے پینے کی چیزوں اور لباس سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔

تابعین کا عمل: یونہی تابعین کا طریقہ رہا کہ وہ تبرکات کو ہر زِ جان وحفظِ ایمان سمجھتے تھے چنانچہ اسمعیل بن یعقوب تیمی روایت کرتے ہیں کہ ابن منکدر (متوفی ۲۰۵ھ) مسجدِ نبوی کے صحن میں ایک خاص جگہ لوٹتے اور لیٹتے، اُن سے ان کا سبب دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ راوی کا قول ہے کہ میرا گمان ہے کہ ابن ملک نے کہا کہ خواب میں دیکھا ہے۔[23] (وفاء الوفاء للسمهودی رحمه الله، ج ۲ ص ۴۴۵)

ہر دور کے مشائخ وعلماء: سوائے نجدیوں وہابیوں کے، کسی مُسلمان کو آنحضرت ﷺ کے آثارِ شریفہ (مبارک نشانات یا باقیات) سے تبرُّک (برکت حاصل کرنے) کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اولیاء وعُلماء، جو آں حضرت ﷺ کی بَرکات کے وارث (روحانی میراث رکھنے والے) اور اِرثِ بَرکات (برکت کی وراثت) کے وارث ہیں، اُن کے آثارِ شریفہ میں بھی بَرَکت ہوتی ہے۔ اس سے انکار حِرمان (محرومی) وبد نصیبی (قسمت کی خرابی) کی علامت ہے۔ زیادہ تفصیل کی اِس مُختصر رِسالہ میں گُنجائش نہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

انگشتری: عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، فَكَانَ فِي يَدِهِ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ فِي يَدِ عُثْمَانَ حَتَّى وَقَعَ فِي بِئْرِ أَرِيسَ.[24] (بخاری ومسلم و مواهب اللدنیہ وغیرہ)

یعنی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگشتری (انگوٹھی) بنوائی وہ حضور ﷺ کے ہاتھ میں رہی، پھر ابو بکر کے ہاتھ میں، پھر عمر کے ہاتھ میں، پھر عثمان کے ہاتھ میں، پھر وہ چاہِ اریس (اریس کے کنواں) میں گر گئی۔ (رضی اللہ عنہم)

ف: حضراتِ اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں رہنے کے معنی یا تو یہ ہیں کہ اُن حضرات نے بِنِیَّتِ تَبَرُّک بِاَثَرِ شریف (نبی کریم ﷺ کی باقیات سے برکت حاصل کرنے کی نیت سے) اس کو پہنا، جیسا کہ علامہ محمد بن عبد الباقی زُرقانی نے اس کی شرح میں فرمایا:

"وَمَعْنَى كَوْنِهِ فِي يَدِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَلْبَسُونَهُ، فَفِيهِ كَمَا قَالَ النَّوَوِيُّ: التَّبَرُّكُ بِآثَارِ الصَّالِحِينَ."

یعنی اُن کے ہاتھ میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حضرات اسے پہنتے تھے، تو بقولِ نووی اس سے آثارِ الصالحین سے تبرک کا ثبوت ملتا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ وہ حضرات اس کو اپنے پاس رکھتے تھے، کیونکہ کسی چیز کو اپنے قبضہ (اختیار) میں رکھنا بھی "ہاتھ میں رکھنے" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ زُرقانی میں ہے:

---

22) (شرح النووي على مسلم، كتاب الصلاة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلاة إلى سترة والنهي، 4/ 219، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، 1392هـ)

23) (وفاء الوفا بأخبار دار المصطفي للسمهودي، الباب الثامن، 4/ 558، دار الزمان)

24) (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الفصل الثالث فيما تدعو ضرورته إليه صلى الله عليه وسلم من غذائه وملبسه ومنكحه وما يلحق بذلك، النوع الثاني في لباسه صلى الله عليه وسلم وفراشه، 2/ 202، المكتبة التوفيقية، القاهرة– مصر)

"وَقِيلَ: مَعْنَى فِي يَدِ، تَصَرُّفٌ، فَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ لُبْسُهُ."[25]

یعنی کہا گیا: "ہاتھ میں ہونے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ اُن کے تصرّف (اختیار) میں تھی، جس سے پہننا لازم آتا ہے۔ جب یہ انگشتری (انگوٹھی) کنویں میں گر گئی، تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے مع حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ تین روز تک تلاش کی، اور کنویں کا پانی کھینچ ڈالا (نکال دیا)۔ اس کا یہی سبب تھا کہ وہ حضور ﷺ کے آثارِ مبارکہ میں سے تھی۔ زُرقانی میں ہے:

"إِنَّمَا بَالَغَ فِي التَّفَتُّشِ عَلَيْهِ لِكَوْنِهِ أَثَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ لَبِسَهُ، وَاسْتَعْمَلَهُ، وَخَتَمَ بِهِ"[26]

یعنی اس انگشتری کی تلاش میں اس قدر مبالغہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے آثارِ شریفہ (مبارک باقیات) میں سے تھی۔ حضور ﷺ نے اس کو پہنا تھا، استعمال فرمایا تھا، اور اسی سے مہر فرمائی تھی۔

ف: معلوم ہوا کہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاءِ راشدین کے نزدیک آثارِ مبارکہ (نبی کریم ﷺ کی باقیات) کی کیا قدر ہے، اور وہ کس قدر اہتمام فرماتے ہیں۔ بزرگانِ دین کے اعتقاد کیا ہیں، اور کس حد تک آثارِ شریفہ (مبارک تبرکات) کی عظمت اُن کے دلوں میں ہے۔

قَالَ الْحَافِظُ وَغَيْرُهُ: "كَانَ ذٰلِكَ فِي السَّنَةِ السَّابِعَةِ مِنْ خِلَافَتِهِ، وَمِنْ يَوْمِئِذٍ انْتَقَضَ أَمْرُ عُثْمَانَ، وَخَرَجَ عَلَيْهِ الْخَوَارِجُ، وَكَانَ ذٰلِكَ مَبْدَأَ الْفِتْنَةِ الَّتِي أَفْضَتْ إِلَى قَتْلِهِ، وَانْصَلَتْ إِلَى آخِرِ الزَّمَانِ. قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: فَكَانَ فِي هٰذَا الْخَاتَمِ النَّبَوِيِّ مِنَ السِّرِّ شَيْءٌ مِمَّا كَانَ فِي خَاتَمِ سُلَيْمَانَ، لِأَنَّهُ لَمَّا فُقِدَ خَاتَمُهُ ذَهَبَ مُلْكُهُ."[27] (زُرقانی، ص۳۰، ج۵)

یعنی اِس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ساتویں سال پیش آیا، اور اسی روز سے خلافت کا نظام کمزور (خلل پذیر) ہونا شروع ہو گیا۔ خوارج (باغی گروہ) نے آپ پر خروج کیا، اور یہی اس فتنہ (بغاوت و انتشار) کی ابتدا تھی، جس کا نتیجہ آپ کی شہادت ہوئی، اور وہ فتنہ آخری زمانہ تک باقی رہا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس انگشتری (مبارک انگوٹھی) میں کوئی ایسا راز (روحانی یا دینی اثر) تھا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری میں تھا، کہ جب وہ انگشتری گم ہوئی، تو ملک بھی چھن گیا۔

ائمہ مذہب: آثارِ مبارکہ (نبی کریم ﷺ کی باقیات) کے متعلق اس قدر روایات (نقلی دلائل) ہیں کہ ان سب کا اس مختصر کتاب میں جمع کرنا ممکن نہیں، اور حسبِ استطاعت (جتنی ممکن تھیں) روایات تحریر کی گئیں۔ وہ روایات مخالفین کے شُبہات (اعتراضات) کو نیست و نابود (مکمل طور پر ختم) کرنے کے لیے کافی و وافی (بیش بہا اور مکمل) ہیں، جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثارِ مبارکہ (تبرکاتِ نبویہ) کا بیان تھا۔ مقبولینِ بارگاہِ حق (اللہ کے پسندیدہ بندے) جنہیں اللہ تعالیٰ نے چشمِ بینا (باطنی بصیرت) اور دلِ دانا (فراست والا دل) سے سرفراز فرمایا ہے، وہ حضور ﷺ کے شہر پاک (مدینہ منورہ) کا ایسا ادب کرتے ہیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں مقیم رہے اور تمام عمر یہ حد و ادب ملحوظ رکھا کہ حدودِ حرم مدینہ (مدینہ منورہ کے مقدس علاقے) میں قضائے حاجت (طبعی ضرورت) کے لیے نہ بیٹھے، ہمیشہ حرم

---

[25] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، فصل فص خاتمة صلي الله عليه وسلم -، 6/ 312، دار الكتب العلمية - بيروت، 2012م)

[26] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، فصل وفيه دلالة على أنه يستحق سلب -، 5/ 30، الطبعة الأولى، بالمطبعة الازهرية المصري، 1326هـ 1907م)

[27] (شرح الزرقاني علي المواهب اللدنية،المقصد الثالث، 5/ 34، جامع البريستن، 1874م)

(نزهة الأفكار في شرح قرة الأبصار، 2/ 315، أعزيزي بن المامي السباعي،، 2001م)

سے باہر جاتے تھے، سوائے حالتِ ضرورت (اشد مجبوری) یا مرض (بیماری) کے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ "بستان المحدثین، ص٦" میں تحریر فرماتے ہیں:

"و ایشان را دریں امر نہایت احتیاط بود گویند کہ درتمام عمر درحد حرم مدینہ منورہ قضائے حاجت نہ نمودہ بیرون حرم میرفت مگر درحالت مرض"[28]

یعنی امام مالک کو اس امر میں احتیاط تھی کہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ میں قضائے حاجت نہیں فرمائی بوقتِ ضرورت حرم شریف سے باہر تشریف لے جاتے تھے۔ سوائے حالت مرض اور بوقتِ مجبوری کے۔

فائدہ: اِس سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ تعظیمی افعال کے لئے ضروری ہے کہ اُن کی ہیئات و خُصوصیات منقول ہوں بلکہ صاحبِ ادب کے دل میں جو بات اپنے جذبۂ نیاز مندی سے ادب کی معلوم ہو وہ ادب ہے اور اُس کی رعایت سببِ سعادت، اِسی لئے تو حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے یہ احترام کیا اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے اس کو حضرت امام مالک کے مَحاسن و کمالات میں ذکر کیا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے ادب اس سے بھی زیادہ ہیں ان کا جذبۂ اخلاص و نیاز مندی اس کی بھی اجازت نہیں دیتا تھا کہ وہ مدینہ پاک میں کسی جانور پر سواری لیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی بستان المحدثین کے ص۷ میں فرماتے ہیں:

وگا ہے درمدینہ سوار نمی شدو می فرمود: أَنَا أَسْتَحِي مِنَ اللهِ أَنْ أَطَأَ تُرْبَةً فِيهَا قَبْرُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَافِرِ دَابَّتِهِ.[29]

جب ائمہ دین حضور سیّدِ عالم ﷺ کے شہر مبارک، مدینہ طیبہ کا اور اُس شہر مبارک کی خاک پاک کا اتنا ادب کرتے ہیں تو حضور ﷺ کے اُن آثار کا جو حضور کے جسم پاک سے علاقہ (تعلق) رکھنے والے ہیں کتنا ادب ہو گا؟

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ: حضرت مولانا عبدالحلیم نے "نور الایمان" میں لکھا کہ

وَقَدْ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ وَالنُّزُولَ وَالْمُرُورَ حَيْثُ صَلَّى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ، وَوَضَعَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي مَوْضِعٍ جَلَسَ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدِهِ-[30]

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز کے اور سواری سے اترنے اور کسی رہگزر میں چلنے کے لئے اس مقام کی جستجو فرماتے جہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف رکھی اور جلوس فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنا دست مبارک اسی جگہ رکھ کر بنیتِ حصولِ برکت و ادب اپنے چہرہ پر پھیرتے۔

---

28) (بستان المحدثین از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص6، مطبع محمدی لاہور)

29) (بستان المحدثین از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص7، مطبع محمدی لاہور)

30) (نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن از مولانا عبدالحلیم فرہنگی محلی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثارِ مبارک کی تعظیم اور اُن کی اہانت کرنے والے کا حکم، ص75، صفہ پبلی کیشنز، اسماعیل سنٹر، چیٹرجی روڈ، اُردو بازار، لاہور)

فائدہ: یہ عمل ہیں اَصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے، وہابی اسی کو شرک اور پُرستش بتاتے ہیں۔ بد نصیبوں کو نظر نہیں آتا کے شرک کے مٹانے والے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب جنہیں حضور ﷺ نے "کَالنُّجُومِ"[31] فرمایا اور جن کے اتباع کو ہدایت اور راہ یابی ارشاد کیا ان کے افعال کریمہ یہ ہیں مسلمان انہیں کا اتباع کریں اور اللہ تعالیٰ ہمیں انہیں کا اتباع نصیب فرمائے۔ یہی مولانا عبد الحلیم صاحب "نور الایمان" میں فرماتے ہیں:

" وَمِنْ ذَلِكَ مَا رَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ كَبْشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِّ صَلَّى اللهُّ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَرِبَ مِنْ فِي قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا، فَقُمْتُ إِلَى فِيهَا فَقَطَعْتُهُ، وَقَالَ الْمُحَدِّثُونَ: إِنَّ هَذَا الْقَطْعَ لِلتَّبَرُّكِ بِهَا لِوُصُولِ فَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. "[32]

یعنی اس قبیل سے وہ حدیث ہے جو ترمذی نے کبشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے غربت کدہ پر جلوہ آرا ہوئے۔ وہاں پانی کی بھری ہوئی ایک مشک لٹک رہی تھی۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹھ کر اس کے دہانہ سے پانی نوش فرمایا۔ میں نے اٹھ کر مشک کا دہانہ کاٹ کر رکھ لیا۔ محدثین نے فرمایا کہ حضرت کبشہ کا اس دہانہ کو کاٹنا تبرک کے لئے تھا کیونکہ اس سے دہانِ مبارک حضرت سیدِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مَس فرمایا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کی قدر وقیمیت: حدیث شریف میں ہے کہ

رَوَى البُخَارِيُّ: "عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: قُلْتُ لِعَبِيْدَةَ: عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ، فَقَالَ: لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعْرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. "[33]

امام بخاری نے حضرت ابنِ سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں جو ہم کو حضرت انس رضی اللہ عنہ یا ان کے متعلقین سے پہنچے ہیں۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس حضور ﷺ کا ایک موئے شریف ہو تو مجھے تمام دنیا اور اُس کے جملہ سامان سے زیادہ پیارا ہے۔

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آثارِ شریفہ کے ساتھ کیسے جذبے رکھتے ہیں۔ ایک موئے مبارک ان کو تمام دنیا ومافیہا سے زیادہ پیارا و محبوب ہے۔

شفاء الامراض: حدیث شریف میں ہے:

"كَانَ لِأُمِّ عَمَّارَةَ شَعْرٌ مِنْ شُعُورِهِ صَلَّى اللهُّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ تَغْسِلُهُ، وَيُسْقَى غُسَالَتُهُ الْمَرْضَى فَيَحْصُلُ لَهُمُ الشِّفَاءُ. "[34]

یعنی حضرت ام عمارہ کے پاس حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے اور ام عمارہ اُن کو دھو کر غسالہ شریف بیماروں کو پلاتی تھیں، اِس سے وہ تندرست ہو جاتے تھے۔

---

31) أصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم ترجمہ "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں؛ تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے، ہدایت پاؤ گے۔"
(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب المناقب والفضائل، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه، 9/ 3940، الحديث6069، دار الفكر، سنة النشر: 1422هـ/ 2002م)

32) (نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن از مولانا عبد الحلیم فرہنگی محلی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثارِ مبارک کی تعظیم اور اُن کی اہانت کرنے والے کا حکم، ص79، صفہ پبلی کیشنز، اسماعیل سنٹر، چیٹرجی روڈ، اُردو بازار، لاہور)

33) (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان، 1/ 75، الحديث168، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

34) (نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن از مولانا عبد الحلیم فرہنگی محلی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثارِ مبارک کی تعظیم اور اُن کی اہانت کرنے والے کا حکم، ص80، صفہ پبلی کیشنز، اسماعیل سنٹر، چیٹرجی روڈ، اُردو بازار، لاہور)

فائدہ: موئے مبارک اور آثارِ شریفہ کے ساتھ صحابہ کے یہ اعتقاد ہیں۔ آثار پرستی بتانے والے وہابی آنکھیں کھول کر دیکھیں کتنے صحابہ کرام کس قدر تبرکات بہم پہنچاتے، کس عقیدت سے رکھتے، اُن سے کیسی برکتیں حاصل کرتے تھے۔

عمر بن عبد العزیز:

"وَكَانَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَشْيَاءُ مِنْ مَتْرُوكَاتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْهَا: الْخُفَّانُ، وَالْقَطِيفَةُ، وَالْكِنَانَةُ، وَغَيْرُهَا، كَانَ هُوَ يُحَافِظُهَا وَيَهْتَمُّ بِهَا، وَكَانَ يَدُورُهَا كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً، وَإِذَا جَاءَ عِنْدَهُ وَاحِدٌ مِنَ الْأَشْرَافِ أَذْهَبَهُ إِلَيْهَا، وَيَقُولُ: هَذَا مِيرَاثُ مَنْ أَكْرَمَكُمُ اللهُ وَأَعَزَّكُمْ بِهِ."[35]

یعنی حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے ہاں حضور ﷺ کے کئی تبرکات تھے، اُن میں دو موزہ شریف، ایک چادر مبارک، ایک ترکش شریف تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اُن کی محافظت فرماتے اور اُن کے لئے اہتمام کرتے اور ہر روز اُن تبرکاتِ عالیہ کی زیارت سے سعادت اندوز ہوتے اور جب اُن کے پاس سادات میں سے کوئی صاحب تشریف لاتے، انہیں وہاں لے جاتے اور کہتے کہ یہ اس جناب پاک کی میراث ہے جن کی بدولت اللہ تعالیٰ نے تمہیں معزز و مشرّف فرمایا۔

ف: اِس سے تبرکات کا بحفاظت رکھنا، ان کی زیارت کرنا اور دوسروں کو زیارت کروانا ثابت ہوا۔ اِسی کو بدعقیدہ وہابی نمائش کہتا ہے۔

پتھر تبرک:

تاریخ مکہ میں ہے:

وَمِنْ ذَلِكَ لَمْسُ الْحَجَرِ الَّذِي فِي مَكَّةَ فِي زُقَاقِ الْحَجَرِ فِي طَرِيقِ بَيْتِ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ خَدِيجَةَ، وَهُوَ مَرْكَبُ جِدَارٍ يَزُورُهُ النَّاسُ وَيَتَبَرَّكُونَ بِمَسْحِ هَذَا الْحَجَرِ. وَقَالَ ابْنُ الْحَجَرِ الْمَكِّيُّ الْهَيْتَمِيُّ: إِنَّهُ نُقِلَ مُتَوَارَثًا فِي مَكَّةَ أَنَّ هَذَا الْحَجَرَ هُوَ الْحَجَرُ الَّذِي كَانَ يُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ. أَقُولُ: مَكْتُوبٌ فَوْقَ هَذَا الْحَجَرِ هَذَانِ الْبَيْتَانِ:

أنا الحجرُ المُسْلِمُ كُلَّ حِينٍ *** عَلَى خَيْرِ الوَرَى فَلِيَ البِشَارَةُ

وفَضِيلَةٌ مِنْ ذِي الْمَعَالِي *** خُصِّصْتُ بِهَا وَإِنِّي مِنْ حِجَارَةٍ

وَفِي ذَلِكَ الرِّقَاقِ فِي مُقَابَلَةِ أَثَرِ الْحَجَرِ الشَّرِيفِ، وَيُرْوَى أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَعَ سَيِّدِنَا أَبِي بَكْرٍ ذَاتَ يَوْمٍ، فَلَمَّا بَلَغَا عَلَى هَذَا الْجِدَارِ نَادَى أَبَا بَكْرٍ مَرَّتَيْنِ. كَذَا فِي الْعِقْدِ الثَّمِينِ فِي فَضَائِلِ الْبَلَدِ الْأَمِينِ.[36]

یعنی اِس قبیل سے ہے اس سنگِ مبارک کو مَس کرنا جو مکہ مکرمہ کے کوچۂ زقاق الحجر میں حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دولت خانہ کے راستہ میں ایک دیوار میں نصب ہے زیارت کرتی ہے اور لوگ اس حجر شریف پر ہاتھ پھیر کر برکت حاصل کرتے۔ امام ابن الحجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ وہی پتھر ہے جو قبلِ نبوت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سلام عرض کیا کرتا تھا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اُس حجر پر یہ دو شعر مکتوب (لکھے) ہیں جن کا

---

35) (نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن از مولانا عبد الحلیم فرہنگی محلی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثارِ مبارک کی تعظیم اور اُن کی اہانت کرنے والے کا حکم، ص80، صفہ پبلی کیشنز، اسماعیل سنٹر، چیٹرجی روڈ، اُردو بازار، لاہور)

36) (نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن از مولانا عبد الحلیم فرہنگی محلی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثارِ مبارک کی تعظیم اور اُن کی اہانت کرنے والے کا حکم، ص80، صفہ پبلی کیشنز، اسماعیل سنٹر، چیٹرجی روڈ، اُردو بازار، لاہور)

مضمون یہ ہے کہ "میں وہی پتھر ہوں جو ہمیشہ حضرت خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سلام عرض کیا کرتا تھا، تو میرے لئے بشارت ہے۔ میں نے صاحب معالی سے فضیلت پائی اور میں باوجود پتھر ہو کے اس فضیلت سے ممتاز ہوا اور اسی کوچہ میں اُسی حجر شریف کے سامنے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی کُہنی شریف کا نشان ہے۔ مروی ہے کہ سرورِ عالم ﷺ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لائے اور اس دیوار سے تکیہ لگا کر دو مرتبہ یا ابو بکر فرما کر پکارا۔

ف: اِس سے معلوم ہوا کہ حجازِ مقدس میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثارِ شریفہ موجود ہیں اور وہابیوں کا یہ کہنا باطل ہے کہ وہاں آثارِ مبارکہ کا نام و نشان بھی نہیں، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ خَلق (مخلوق) ان آثار کی زیارت کرتی اور اُن سے برکت حاصل کرتی ہے اور علمائے دین اُس کو سند بناتے ہیں، اس سے وہابی کے اس قول کا بُطلان (باطل ہونا) ظاہر ہے کہ آثار کی نمائش ناجائز ہے۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی اثر کے ثبوت کے لئے اس قدر کافی ہے کہ مسلمانوں میں اس کی زیارت کا رواج رہا ہے۔ امام ابنِ حجر مکی نے اسے دلیل قرار دیا ہے۔

انتباہ: وہابی، دیوبندی، مودودی وغیرہ چونکہ نجدی محمد عبد الوہاب کے پیروکار ہیں اسی لئے عموماً تبرکات کو حرام اور ناجائز کہنا اُن کا شِعار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تبرکات جو مدینہ طیبہ و مکہ معظمہ میں صدیوں سے مشہور و معروف تھے اکثر نجدی حکومت نے مٹا دیئے۔ مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب "اَلْبَرَکَاتُ فِي التَّبَرُّکَاتِ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ